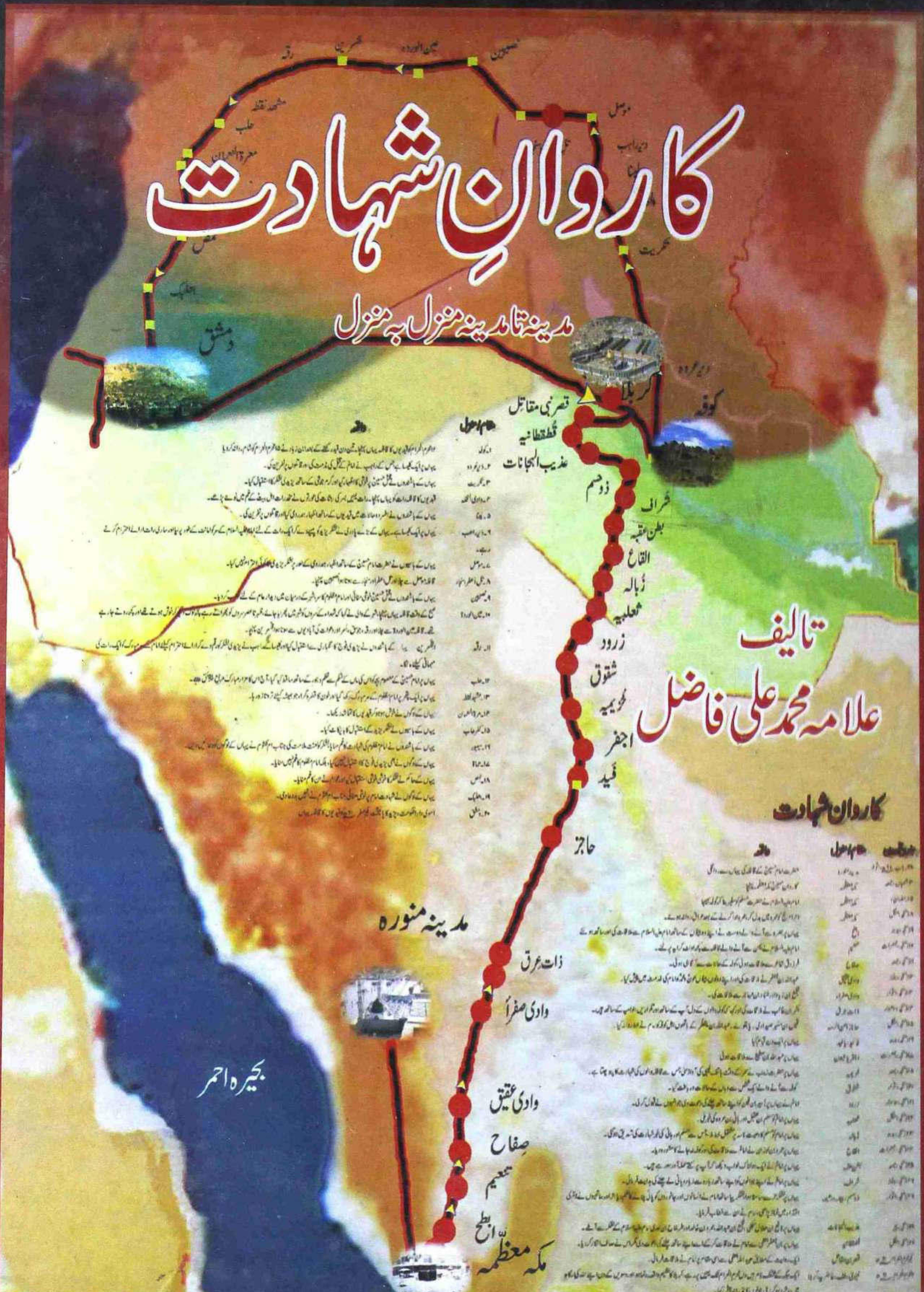
کاروانِ شہادت

مدینہ تا مدینہ منزل بہ منزل

تالیف

علامہ محمد علی فاضل



قال سیّد الشّهدآء ابو عبد الله الحسین علیه السلام :

............اِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْاِصْلَاحِ فِی اُمَّةِ جَدِّی ....

کاروانِ شہادت

مدینه تا مدینه، منزل به منزل

HadiTV

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

ناشر:

مکتبۃ الہادی

جامعۃ الکوثر ـ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف کتاب

نامِ کتاب: کاروانِ شہادت، مدینہ تامدینہ، منزل بہ منزل

تالیف: حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل

پیشکش: ہادی ٹی وی اسلام آباد مرکز

ناشر: مکتبۃ الہادی ـ جامعۃ الکوثر اسلام آباد

تعاون: جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام (رجسٹرڈ)
راجن پور، پنجاب پاکستان

فنی تعاون: مہدی فاضل

ملنے کا پتہ: مکتبۃ الہادی - جامعۃ الکوثر سیکٹر H-8/2
اسلام آباد فون: 0333-6446072

اشاعت دوم: 2010ء

ہدیہ: -/350 روپے

خاندانِ عصمت و طہارت بھی رونے لگ گئیں، غرض خیام میں کہرام برپا ہوگیا اور بیبیوں نے جی بھر کر حضرت مسلم کی سوگواری کی امام عالیمقامؑ بھی سخت آزردہ خاطر ہوئے۔

نصرانی (عیسائی) مسلمان ہوگیا

مقتل کی بعض کتابوں میں ہے کہ منزلِ ثعلبیہ پر ایک نصرانی اپنی والدہ کے ساتھ امام کی خدمت میں حاضر ہوا، دونوں نے امامؑ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور پھر آپ ہی کے ساتھ راہی کربلا ہوگئے۔

۱۴۔ زُبالہ
(بدھ ۲۳/ ذی الحجہ ۶۰ھ)

(تاریخ طبری، جلد ۷ ص ۲۹۴، ارشاد شیخ مفید ص ۱۲۳) میں ہے کہ زُبالہ ___ زاء کے پیش کے ساتھ ___ مکہ اور کوفہ کے راستے میں ''واقصہ'' اور ''ثعلبیہ'' کے درمیان ایک منزل کا نام ہے، جہاں پر بنی اسد کا ایک عظیم اور محکم قلعہ بھی ہے۔

کاروانِ امام عالیمقام نے بدھ ۲۳/ ذی الحجہ ۶۰ھ کی صبح کو ''ثعلبیہ'' سے سفر کرنا شروع کیا اور اسی روز ''زُبالہ'' پہنچ گیا۔

یہاں پہنچنے پر محمد بن اشعث اور عمر بن سعد کی طرف سے بھیجے جانے والے قاصد نے آپؑ سے ملاقات کی اور مسلم کا خط آپ کی خدمت میں پیش کیا کیوں کہ حضرت مسلم نے بعنوانِ وصیت ان لوگوں سے کہا تھا کہ ان کا یہ خط حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچایا جائے۔

امام علیہ السلام نے خط پڑھا جس سے حضرت مسلم اور ہانی بن عروہ کی خبر شہادت کی تصدیق ہوگئی، بعض مورخین کے مطابق یہیں پر آپ کو اپنے قاصد عبداللہ بن یقطر اور قیس بن مسہر صیداوی کی خبر شہادت بھی ملی، امام علیہ السلام نے وہ خط اپنے تمام یار و انصار کو سناتے ہوئے فرمایا:

اما بعد: ''فَاِنَّهُ قَدْ اَتَانَا خَبَرٌ فَظِيْعٌ قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ وَّهَانِي بْنِ عُرْوَة وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُقْطُرِ وَقَدْ خَذَلَتْنَا شِيْعَتُنَا فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمُ الْاِنْصِرَافَ فَلْيَنْصَرِفْ لَيْسَ عَلَيْهِ مِنَّا

ذِمَامٌ''

امابعد: ابھی ہمیں مسلم بن عقیل ، ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی ہولناک خبر موصول ہوئی ہے ،اور ہمارے ماننے والوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ہے ،اب تم میں سے جو شخص واپس جانا چاہتا ہے بڑی خوشی سے جا سکتا ہے ،ہم نے اس کی گردن سے اپنا حق اٹھالیا ہے۔

شیخ مفید کے بقول:

''فَتَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ وَاَخَذُوْا يَمِيْنًاوَّشِمَالًا حَتّٰى بَقِيَ فِي اَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ جَآءُ وا مَعَهٗ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَنَفَرٌ يَّسِيْرٌ مِمَّنِ انْضَمُّوا اِلَيْهِ''

ابھی خطبہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ بے وفا لوگوں نے ادھر ادھر کھسکنا شروع کر دیا اور آپ کے ساتھ وہی خالص دوست باقی رہ گئے جو مدینہ سے ہمراہ ہوئے تھے یا کچھ لوگ جو راہ میں آن ملے تھے۔

امام علیہ السلام نے یہ اس لئے کیا تھا کیوں کہ بہت سے عربوں نے یہ سمجھ کر آپ کی معیت اختیار کی تھی کہ آپ فاتحِ خیبر کے فرزند ہیں دشمن سے جنگ کریں گے اس پر فتحیاب ہوں گے اور بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آئے گا ہمارے وارے نیارے ہو جائیں گے ،لیکن جب انہیں معلوم ہو گیا کہ اصحابِ حسینؑ تو شہید ہو جائیں گے نہ جنگ میں فتح اور نہ مالِ غنیمت ،تو وہ امامؑ کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے

جیسا کہ ابھی بتایا جا چکا ہے کہ امام عالیمقامؑ کو اسی منزل پر اپنے قاصد عبداللہ بن یقطر اور قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت کی اطلاع بھی ملی۔

قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت کے واقعات منزل 'بطن الرمہ'' کے حالات میں بیان ہو چکے ہیں ، البتہ (کتاب انساب الاشراف جلد۳ ص ۱۶۸، الامام الحسین واصحابہ ص ۱۶۷) میں عبداللہ بن یقطر کے حالات کچھ اس طرح ہیں کہ جب حضرت سید الشہداءؑ نے مکہ معظمہ روانگی کے بعد مسلم بن عقیلؑ کے نام خط لکھ کر کوفہ روانہ کیا تو ،عراقی حدود کی سخت نگرانی کی وجہ سے قادسیہ کے مقام پر ابن زیاد کے پولیس چیف ، حصین بن نمیر نے انہیں گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ انہیں دارالامارہ کی چھت پر لے جایا جائے اور وہاں پر جا کر وہ سب لوگوں کے سامنے حسینؑ اور اس کے باپ علیؑ کو ___ نعوذ باللہ ___ ناسزا کہے ، چنانچہ جب عبداللہ کو محل کی چھت پر لے جایا گیا تو انہوں نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

''لوگو! میں حسینؑ بن فاطمہؑ بنت رسول اللہ کا قاصد ہوں، لہٰذا تمہارا فرض بنتا ہے کہ ان کی مدد کیلئے جلدی کرو، اس مرجانہ کے بیٹے ابن زیاد ملعون کے خلاف اٹھ کھڑے ہو جاؤ''

ابن زیاد نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اس نے حکم دیا کہ ''اسے چھت سے زمین پر گرا دیا جائے'' چنانچہ جب انہیں زمین پر گرایا گیا، تو ان کی ہڈی پسلیاں ٹوٹ گئیں، ابھی رمقِ جان باقی تھی کہ عبدالملک بن عمر نامی شخص نے آگے بڑھ کر تلوار سے ان کا سر قلم کر دیا، جب لوگوں نے اسے ایسا کرنے پر لعنت ملامت کی تو اس نے کہا: ''جب میں نے اسے سخت تنگی کی حالت میں دیکھا تو اسے اس مشکل سے چھٹکارہ دلانے کیلئے ایسا کیا ہے''

۱۵۔ القاع
(جمعرات ۲۴/ ذی الحجہ ۶۰ھ)

_____ (معجم البلدان جلد ۴ ص ۲۹۸) کے مطابق ''القاع'' مکہ معظمہ کی طرف جانے والے راستے میں ''منزلِ عقبہ'' کے بعد اور ''منزلِ زبالہ'' سے پہلے ہے۔

تاریخ طبری میں ابومخنف سے نقل کیا گیا ہے کہ قبیلہ بنی عکرمہ کا ایک شخص ''لوزان'' راوی ہے کہ اس کا ایک رشتہ دار عمرو بن لوزان ___ یا عم لوزان ___ نے اس منزل پر سوال کیا کہ:

''___ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ ___''

فرمایا: کوفہ !!

آپ کو خدا کا واسطہ آپ یہیں سے واپس چلے جائیں، کیوں کہ آپ جدھر کو جا رہے ہیں ادھر آپ کا استقبال نیزوں اور تلواروں سے کیا جانے والا ہے، جن لوگوں نے آپ کو خطوط روانہ کئے یا قاصد بھیجے ہیں وہی لوگ آپ کے خلاف جنگ کے اخراجات برداشت کر کے ہر طرح کی تیاری میں مصروف ہیں۔

آپ کا عزم و استقلال قابلِ تحسین ہے، لیکن جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے، ''مصلحت اس میں ہے کہ آپ کوفہ نہ جائیے !!''

فرمایا:

''یَا عَبْدَ اللّٰہِ ! لَیْسَ یَخْفٰی عَلَیَّ الرَّأْیُ، وَاِنَّ اللّٰہَ لَایُغْلَبُ عَلٰی اَمْرِہٖ ، اِنَّھُمْ لَنْ یَّدَعُوْنِیْ



مسیر حرکت امام حسین(ع)